سخنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعمیر کردار اور سیّد الشّہداء علیہ السلام

’’عام طور پر واقعۂ کربلا کو ایک المیہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے جس پر اظہار رنج و ملال کر دینا اور آنسو بہا دینا ہی فریضہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ اثر واقعاتِ کربلا ہے اور انسانیت کا ایک فطری تقاضا ہے۔ اسے مقصدِ شہادتِ حسینؑ سمجھنا کسی طرح زیبا نہیں، واقعاتِ کربلا پر گریہ و بکا بہر حال ہونا چاہئے۔ مگر اسے واقعہ کربلا کا حقیقی مفاد سمجھنا واقعہ کربلا کے عدم عرفان کی دلیل ہے۔ سرکار سید الشہدؑاء کا بلند نصب العین ہم سے مطالبہ کر رہا ہے کہ ہم اپنی سیرت کو حسینی سیرت کے سانچے میں ڈھال کر کردار کے اس ارتقائی مقام پر فائز ہوں جو شہید کربلا کی قربانیوں کا اصل مقصود ہے۔

کردار کی نیکی کا وجود صرف دخلیّت میں ہے۔ ایک اچھا مصور تو وہ ہے جو خوبصورت تصویریں بنا سکتا ہے۔ بخلاف اس کے اچھا آدمی وہ نہیں جو صرف اچھے کام کر سکتا ہے۔ بلکہ اچھا آدمی وہ ہے جو حقیقتاً اچھے کام کرتا ہے۔ اگر چہ مصور کی خوبی و کمال کا فیصلہ اس کے عمل کی تصویر کشی سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اگر وہ کسی وقت مصوری میں مشغول نہ ہو تو اس سے اس کے اچھا مصوّر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اچھا مصور ہر حال میں اچھا ہے۔ چاہے سوتا ہو، چاہے سفر میں ہو یا کسی اور وجہ سے اپنے فن میں مشغول نہ ہو۔ لیکن ایک نیکوکار آدمی نیکوکاری سے کنارہ کشی کے بعد نیکوکار نہیں رہ سکتا، یہ ایسا عمل ہے جس میں تعطیل و استراحت کی بھی گنجائش نہیں، اچھا آدمی، سونے یا سفر کی حالت میں بھی اس وقت تک اچھا نہیں ہے جب تک اس کا سونا اور سفر بھی اچھا یعنی داخل خیر نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اچھائی یا نیکی محض استعداد و قوت کا نام نہیں ہے بلکہ نیکی کا وجود صرف فعلیت میں ہے کردار کوئی فن نہیں ہے بلکہ عمل ہے۔

بنی نوعِ انسان کے مصلحِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نواسہ حسینؑ کی غرض شہادت ان نیکیوں کو جامۂ عمل پہناناتھا جو فنِ اخلاق کے خزانوں میں فنّی طور پر محفوظ تھیں اور مجرد استعداد و قوت کی صورت میں زینتِ قرطاس تھیں، حسین علیہ السلام اپنے نانا کے نقشِ قدم پر چل کر انسانیت کا ایک ایسا نمونہ پیش کرنا چاہتے تھے جو ایک سکنڈ کے لئے بھی نیکوکاری سے الگ نہ ہو اور ان کے پدر بزرگوار اور برادرِ نامدار کی سیرت کا آئینہ دار ہو، وہ ایسے انسانوں کا گروہ دنیا کی رہنمائی کے لئے سرگرم عمل دکھلانا چاہتے تھے کہ جو سخت اور دشوار منزلوں کے سامنے آنے پر بھی ثابت قدم اور مستقل رہیں اور نیکی سے اسی طرح ہم کنار رہیں جس طرح وہ زندگی کی سہولتوں اور آسانیوں میں رہے ہوں۔ دنیا کی دو گذشتہ عالمگیر جنگوں میں ہم نے بہت سے گروہ دیکھے کہ وہ ابتدائے جنگ میں اعلان کر رہے تھے کہ ہم اپنے خون کے آخری قطرہ تک اپنی آزادی و حریت کی حفاظت کریں گے۔ اور دشمن کی غلامی کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جن ملکوں نے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ان میں ایسے افراد موجود نہیں تھے جو اپنی حریت کی حفاظت کے لئے دشمن کا مقابلہ کر سکیں؟

اس کے بعد آپ کربلا کے خونیں مقتل پر نظر ڈالئے۔ حسین علیہ السلام ایسے انسانوں کو اپنی سیرت کے سانچے میں ڈھال کر میدانِ رزم گاہ میں لائے تھے جن کا بچہ بچہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی ان نیکیوں سے علاحدہ ہونے کے لئے تیار نہ تھا جن کی حفاظت کے لئے وہ نبرد آزما ہوا تھا۔ کربلا کا ایک ایک فرد یہ عہد کر کے میدانِ عمل میں اترا تھا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انھیں اپنے نیک نصب العین سے الگ نہیں کر سکتی وہ اپنے قول کی کسوٹی پر پورے اترے اور انھوں نے اور ان کے سردار نے جو کہا اس پر عمل کر کے دکھلا دیا۔

مصائب کے ہزاروں سیلاب آئے مگر انھوں نے عزم و استقلال کے ان پہاڑوں سے ٹکرا کر منہ کی کھائی۔ ان سیلابوں کے تلاطم میں اس مستقل مزاج اور ثابت قدم گروہ کے آقا یعنی حسین علیہ السلام کی یہ آواز گونج رہی تھی:

اِنْ کَانَ دِیْنُ مُحَمَّدٍ لَمْ یَسْتَقِمْ اِلَّا بِقَتْلِی یَا سُیُوْفُ خُذِیْنِی

''اگر میرے نانا کا دین اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک میری رگِ حیات قطع نہ ہوجائے تو اے خوں آشام تلوارو آؤ یہ گردن حاضر ہے۔''

مطالبہ بیعت پر امام حسین علیہ السلام نے ''نہیں'' کا لفظ کہہ دیا تھا واقعاتِ کربلا نے دنیا کو بتلا دیا کہ اس ''نہیں'' کا کیا وزن تھا۔ اس ''نہیں'' کے لفظ میں ایک ایسی قوت تھی کہ ستم ڈھانے والے تھک گئے مگر ظلم سہنے والے نہ تھکے۔ مظالم کی انتہا ہوگئی مگر ثبات قدمی کی حد کا تعین نہ ہوسکا۔

اس معرکہ میں جوان بھی موجود تھے، بچے بھی، ادھیڑ بھی موجود تھے بوڑھے بھی، عورتیں بھی موجود تھیں اور مرد بھی، مگر ہم آہنگی و پختگیٔ خیال کا یہ عالم ہے کہ ان سب نے متحدہ طور پر یزید سے بیعت نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ کیا کوئی تاریخ بتا سکتی ہے کہ ان شہدائے کربلا میں سے کسی بچہ یا عورت نے بھی اشارۃً یا کنایۃً سرکار سید الشہدؑاء کو یہ مشورہ دیا ہو کہ آپ بیعت کر کے جان بچا لیجئے۔

حسین علیہ السلام نے ایسے انسانوں کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جن کی نیکی کا وجود فعلیت میں تھا۔ جنھیں سچی اور جوشیلی وفاداری سے سخت سے سخت مصائب الگ نہ کر سکے، وہ ارادت مندی کا غیر متزلزل مرقع تھے۔ آج ان کی اس فعلی نیکی پر حسینؑ فخر کر رہے ہیں کہ جیسے وفادار اور جاں نثار میرے ساتھی تھے ایسے کسی اور انسان کو نصیب نہیں ہوئے۔

آج حسین علیہ السلام کی نظریں آپ حضرات پر بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ آپ کو انھیں وفادار شعار عقیدتمندوں کے نقشِ قدم پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں، سرکار سید الشہداء ارواحنا لہ الفداکا دل کس قدر شکستہ ہوتا ہوگا جب وہ ہماری سیرت میں کربلا والوں کی سیرت کا رنگ نہیں پاتے ہوں گے۔ آیئے آج ہم مصائب کربلا پر آنسو بہاتے ہوئے کربلا والوں سے ایک عہد کریں۔ ایسا عہد جس میں مقصدِ شہادت حسین کا راز مضمر ہے۔

> ''مولا! تیرے غم میں آنسو بہانے والے، جذبۂ غم والم کی شدت میں تیری فعال سرکار سے عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی حیات کو شہدائے کربلا کے سانچہ میں ڈھالنے کی اِنتہائی کوشش کریں گے۔ اے مظلوم کربلا! اگر ہم اپنی کوتاہیوں کے باعث تیرے معصومانہ نقشِ قدم پر چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو تیرے اصحاب وانصار کی پیروی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں گے۔ بے شک ہم بہت گنہگار ہیں۔ ہاں ہاں تیرے دامن عفو میں گنہگاروں کا ایک گروہ بھی فوجِ یزید سے نکل کر پناہ گزیں ہوا ہے، جنہیں تو نے شہادت کی معراج پر پروان چڑھایا ہے۔ ان پاکیزہ صلاحیت رکھنے والی ارواح کا صدقہ ہمیں بھی اسی دامن عفو ورحمت میں جگہ دیجئے۔ تاکہ اگر ہم حبیب ابن مظاہر نہ بن سکیں تو حُر بن کر تیرے نانا کے دربار میں سرخرو پہنچیں۔''

کربلا والوں نے اپنی قوت ارادیہ اور اپنے عزم واستقلال کا جو سبق ہمیں دیا اگر ہم صرف اسے اپنالیں تو ہماری سیرت میں انقلاب آ سکتا ہے۔ چونکہ یہی قوت ارادیہ ہے جس سے برے توارث صفات کو بدلا جاسکتا ہے۔ برے ماحول کے اثرات کو زائل کیا جاسکتا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ